ضلع ۱۳۲۶ (?)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد وعلى آله واصحابه وذرياته وازواجه واتباعه ونوابه من الايمة المجتهدين اجمعين ❁

بعد اسکے فقیر گنہگار علی جونپوری معروف کرامت علی سے مسلمانون نے کہا کہ رفع یدین کا مسئلہ جو کچھ حق ہو سو صاف صاف لکھدو اگر کرنا ہو تو ہم سب کوئی کیا کرین اور چھوڑنا ہو تو ہم سب کوئی چھوڑ دین ❁ اسواسطے یہہ فقیر جو حق جانتا ہی سو اس رسالۂ تنویر القلوب مین مختصر کرکے لکھتا ہی ❁ مقدمہ پہلے جاننا چاہئے کہ رفع یدین کرنیوالے تین قسم ہین ❁ ایک قسم تو شافعی مذہب کے لوگ ہین اُن کے رفع یدین کرنے نکرنے مین کچھ گفتگو کرنا ہمارا ہی

ثابت نہین • کیونکہ وے لوگ ایک مجتہد کی تقلید کرکے رفع یدین
کرتے ہیں • اور جانتے ہیں کہ ہمارے مجتہد کی راے صواب ہے
جو انہون نے سمجھا ہے سو ٹھیک ہے اور وہی سنت نبوی ہے •
اور دوسری قسم کے لوگ ایسے ظاہر ہوے ہیں کہ وہ کسی
کی تقلید نہین کرتے اور تقلید کو حرام جانتے ہیں اور چارون مذہب
کو بدعت کہتے ہیں • اور باوجودیکہ انکو علم قرآن وحدیث سمجھنے
کا نہین ہے مگر دعوا کرتے ہیں کہ ہم جو قرآن وحدیث مین پاتے ہین
اسپر چلتے ہیں • سو ایسے لوگون کے واسطے کچھ لکھنا بھی بے فائدہ
ہے کیونکہ یہ لوگ تو حقیقت مین قرآن وحدیث کا عمل بھی چھوڑ
چکے ہیں • اسواسطے کہ قرآن وحدیث سے اجماع کی پیروی اور
مجتہد کی تقلید ثابت ہے اور ان لوگون نے دونون سے ہاتھ دھویا
ایسے لوگون کی ۱۹ آیت کا مضمون مصباح المومنین مین لکھا گیا ہے •
اور تیسری قسم کے لوگ ایسے ظاہر ہوے ہیں کہ ظاہر مین اپنے تئین حنفی
مذہب کہتے ہیں اور حنفی مذہب کی فقہ پر عمل کرنے کا اقرار کرتے ہیں
اگرچہ حقیقت مین یہہ انکا فریب ہے باوجود اسکے رفع یدین کرتے
ہیں • سو انکے سمجھانے کے واسطے کچھ لکھتے ہیں • پہلا فائدہ • ہم لوگ
حنفی مذہب ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید اپنی غرض سے کرتے

ہیں کہ قرآن و حدیث کے موافق ہمارا عمل ادا ہو کیونکہ ہم نے ٹھیک ٹھیک سمجھ لیا ہی کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کے موافق آپ چلتے تھے اور اُسی سے فتوا دیتے تھے * اور اُن کی فہم قرآن و حدیث کے سمجھنے میں بہت درست تھی سو اُنھیں امام نے عدم رفع کو ترجیح دیا * اور باوجودیکہ اُن کو دونوں حدیث پہنچی تھی مگر عدم رفع کی حدیث کو ترجیح دیا * اسکا بیان یہہ ہی کہ بڑے معتبر محدث اور محقق شیخ عبد الحق دہلوی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہی * کہ امام ابو حنیفہ اور اوزاعی سے مکہ میں دار الحناطین میں ملاقات ہوئی * تب اوزاعی نے کہا تم کسواسطے اپنے ہاتھوں کو نہیں اُٹھاتے ہو رکوع کے نزدیک اور رکوع سے سر اُٹھانے کے نزدیک * تب امام ابو حنیفہ نے کہا اِس سبب سے کہ صحت کو نہیں پہنچی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس بات میں کچھ * تب اوزاعی نے کہا حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلي الله عليه وآله وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ حدیث روایت کی مجھسے زہری نے اُسنے سُنا سالم سے اُسنے سُنا اپنے باپ عبد اللہ سے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ

جب شروع کرتے نماز اور رکوع کے نزدیک اور رکوع سے سر اُٹھانے کے نزدیک ❊ تب ابوحنیفہ نے کہا حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمة والاسود عن عبدالله بن مسعود ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ثم لا یعود بشیء من ذلك حدیث روایت کی ہم سے حماد نے اُسنے سُنا ابراہیم سے سُنے سُنا علقمہ اور اسود سے دونوں نے سُنا عبداللہ ابن مسعود رض سے کہ بیشک نبی صلعم نہیں تھے نہ اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھہ مگر نماز شروع کرنے کے وقت پھر دوبارا کے ہاتھہ نہ اُٹھاتے کسی مقام میں اُس نماز کے ❊ تب اوزاعی نے کہا میں زہری سے اور سالم سے اور ابن عمر سے روایت کرتا ہوں اور تو اُسکے مقابلہ میں حماد سے ابراہیم سے علقمہ سے روایت کرتا ہی یعنے یہہ تیرا اسناد بیان کرنا میرے سند بیان کرنے کو کیا برابری رکھتا ہی یعنے راوی میرے ثقات ہیں کہاں برابر ہی ❊ تب ابوحنیفہ نے کہا کہ حماد فقیہ زیادہ تھا زہری سے اور ابراہیم فقیہ زیادہ سالم سے اور علقمہ ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں ہی اگرچہ آنحضرت کی صحبت کی بزرگی میں ابن عمر مخصوص ہوں اور اسود کو بھی بہت سی بزرگی حاصل ہی اور عبداللہ تو خود عبداللہ ہی ہیں یعنے انکی تعریف کی احتیاج نہیں کیونکہ اُنکا درجہ فقہ میں اور

حضرت رسالت پناہ کی نزدیکی میں مشہور رہی * تو اوزاعی نے حدیث
کو اسناد کی بلندی سے ترجیح دیا اور امام ابو حنیفہ نے راویوں کے
فقیہ ہونے سے حدیث کو ترجیح دیا * اور ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے
جاننا کہ اصول فقہ میں مقرر ہوا ہی انتہی * تو اس صورت میں
ابو حنیفہ کے مقابلہ کو عدم رفع کے راجح ہونے میں شک نہ باقی رہی
اور عدم رفع پر عمل کرنے سے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اتباع حاصل ہو گئی * دوسرا فایدہ اب چونکہ لوگ
پوچھتے ہیں کہ رفع یدین کیا ہی سنت ہی یا منسوخ ہی تو اسواسطے
اسکا بیان بھی کرتے ہیں دل لگا کے سنو اور یاد رکھو * رفع یدین کے
مسئلہ میں خوب تحقیق تلاش کرنے کے بعد تین قول ثابت ہوتا ہی
ایک قول یہہ کہ مختار دونوں میں حضرت سے دونوں فعل ظاہر ہوا *
اور چونکہ علم اور رفقہ ابو حنیفہ کا اور انکی حدیث کی سند ابن
مسعود اور انکے تابعینوں سے جاملتی ہی اور ابن مسعود کا طریقہ عدم
رفع ہی اسواسطے ابو حنیفہ کے مذہب میں انکے طریقہ پر عمل ہوا *
اور بموجب فرمانے آن حضرت کے کہ میرے اصحاب مثل تاروں
کے ہیں ان میں سے جسکی پیروی کروگے راہ پاؤگے ابن مسعود
کی پیروی کرکے عدم رفع اختیار کرنے سے راہ ملی * اور ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ کے مقلد کو کچھ شک باقی نہیں اور اتباع سنت حاصل
ہوئی۔ شرح سفر السعادت میں بھی یہی مضمون ہے مگر عبارت
دوسری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رفع یدین و عدم رفع کو ترجیح
ہے چنانچہ شرح سفر السعادت میں موجود ہے کہ شیخ کمال الدین ابن
الہمام نے خوب تحقیق کے بعد عدم رفع کو ترجیح دیا۔ تیسرا قول یہ ہے
کہ رفع یدین منسوخ ہے یہ قول بھی سفر السعادت میں موجود
ہے۔ جب انہوں نقل اس جگہ تو اب ایک مسئلہ اور یہاں یاد رکھو
بعد اسکے عدم رفع کی ترجیح اور رفع یدین کا منسوخ ہونا مذکور ہوگا۔ وہ
مسئلہ یہ ہے کہ اگر حنفی مذہب شافعی کے مذہب پر بعضے احکام میں تین
وجہوں میں سے ایک کے سبب سے عمل کرے تو درست ہے۔ پہلی
وجہ یہ کہ دلیلیں کتاب اور سنت کی اسکی نظر میں اس مسئلہ میں
شافعی مذہب کو ترجیح دیں۔ دوسری یہ کہ کسی ایسی جگہ میں کہ رہتا ہو کہ
وہاں مذہب شافعی کے ترتیب مثل احکام جاری کے اسی
دیار میں یا احکام قضا تو لے سکے۔ تیسری وجہ یہ کہ ایک شخص صاحب
تقوی ہو اور وہ اسکو عمل احتیاط کے ساتھ منظور ہو تو اس احتیاط
شافعی مذہب میں یا دلے مثال دو سیر سے زیادہ صدقہ دینے کے یعنی
صدقہ فطر یا گھوڑا کا گوشت کھانے کے وقت ہی ایسا قیاس۔ لیکن ان تینوں

وجہ میں دو سری شرط بھی ہی وہ شرط یہہ ہی کہ تلفیق نہو یعنی بسبب ملانی مذہب کے ایسی صورت متحقق ہو یعنی ایسی صورت پیدا ہو کہ دو نوں مذہب میں روا نہو مثلاً ایک کہ فصد کو یا قے وضو جانے پھر اُسی وضو سے امام کے پیچھے بلا قراءت الحمد کے نماز پڑھے کہ کسی مذہب میں یہہ صورت روا نہوئی ٭ وضو حنفی مذہب بموجب باطل ہوا اور نماز شافعی مذہب بموجب ٭ اور اگر سوا ان تینوں وجہوں کے کسی نے اقتدا حنفی کی چھوڑ کے شافعی کی اقتدا کیا تا اسکے اُلیے تو مکروہ ہی قریب حرام کے اسواسطے کہ یہہ کھیل ہی دین میں ٭ یہہ مسئلہ جواب سوالات عشرہ میں ہی اور ایسا ہی مطرح ہمو ایساورت میں ہی ٭ بس اگر رفع یدین اور عدم رفع دونوں فعل حضرت سے منحا ثبت ہوں تو دونوں میں ظاہر ہوا اس بات کی دلیل کی احتیاج نہیں کیونکہ دونوں کی حدیث موجود ہی ٭ باقی رہا یہہ کہ رفع یدین کرین یا نکرین اور رفع یدین مرجوح ہی یا منسوخ ٭ سو اسکا بیان یہہ ہی کہ جس صورت میں دونوں برابر ثابت ہو اُس صورت میں بھی حنفی مذہب رفع یدین نہین کر سکتا کیونکہ تینوں وجہوں میں سے کوئی وجہ پائی نہ گئی کیونکہ رفع یدین نکرنے سے نہ کچھ تنگی میں گرفتار ہی اور نہ اُسمین تقوا ہی بلکہ

نکو نہ میں تنو اہی کیونکہ عدم رفع میں منسوخ ہونیکا شبہہ نہیں
نہیں اور نہ رفع یدین میں ترجیح ہی تو دونونکے برابر ہونیکی
صورت میں حنفی المذہب کو رفع یدین کرنا دین میں کھیل کرنا ہی؟
اور حقیقت میں رفع یدین اور عدم رفع دونوں برابر نہیں ہی بلکہ
عدم رفع میں ترجیح ہی * اب ترجیح کی دلیل سنیو * پہلی دلیل عدم
رفع کی ترجیح کی یہ ہی کہ مشکوۃ مصابیح میں باب جامع المناقب کی
دوسری فصل میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ
اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ
اُمِّ عَبْدٍ وَفِیْ رِوَایَةِ حُذَیْفَةَ مَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّکُوْا
بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ * یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پیروی کرو ان دو شخصوں کی کہ بعد میرے خلیفہ ہونگے میرے
اصحاب میں سے وہ دونوں کون ہیں ابوبکر اور عمر اور چال طریق
اختیار کرو عمار ابن یاسر کی چال اور طریق کے موافق * اور چنگل
مارو یعنے مضبوط پکڑو عہد اور نصیحت کو ام عبد کے بیٹے کی کہ وہ
عبد اللہ ابن مسعود ہی ام عبد کنیت ہی ابن مسعود کی ماں کی * اور
حذیفہ کی روایت میں یون ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے اور خبر دے

ابن مسعود دین کے احکام کی تو اُنکو سچا جانو یہہ عبارت بدلے معنی ہی وتمھکوا بعہل ام عبیل کے روایت کیا اُنکو ترمذی نے* سو ابن مسعود نے عدم رفع کی خبر دی ہی اُنکا سچا جاننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ہی* اور ابن مسعود نے جو حاضرین سے عہد کیا کہ میں تمھارے دیکھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھتا ہون اور اُس نماز میں رفع یدین نکیا تو اُس عہد پر چنگل مارنا اور اُس طریق کو مضبوط پکڑنا ضرور ہوا* اب ابن مسعود کے نماز پڑھ کے دکھانیکی حدیث سنو وہ حدیث جامع ترمذی میں ہی* ابو عیسی ترمذی کہتے ہیں کہ اِس حدیث کو روایت کی ہم سے ہناد نے اُسنے کہا اِس حدیث کو روایت کی ہم سے وکیع نے اُسنے سُنا سفیان سے اُسنے سُنا عاصم ابن کلیب سے اُسنے سُنا عبد الرحمن ابن اسود سے اُسنے سُنا علقمہ سے نے کہا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کیا میں نماز نہ پڑھون تمھارے دیکھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز* یعنے تمکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنے کا شوق ہی تو دیکھو میں ویسی نماز پڑھتا ہون * پھر نماز پڑھی عبد اللہ ابن

بن مسعود نے سو نہ اُٹھایا اپنے دونون ہاتھ سوا ے پہلی بار کے یعنے تکبیر تحریمہ
کہنے وقت کے ❊ اِس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رفع یدین اور
عدم رفع کا مذکور اُس مجلس مین تھا تب تو راوی نے فقط عدم رفع کا
بیان کیا دوسرے فرض واجب سنت مستحب کا بیان کیا ❊ سو جب
ابن مسعود نے جو آن حضرت کے پاپوش بردار اور گھر مین
اور سفر مین ہر وقت کے حاضر باش تھے اور آن حضرت نے
اُنکی خبر کو صحیح جاننے کا حکم فرمایا اور اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے عدم رفع کی خبر دی تو اب جو لوگ اُنکی خبر کو صحیح نہ جانین اور اُنکی
وصیت پر عمل نہ کرین تو آن حضرت کے مخالف ہین ❊ اور اِس
حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ ابن مسعود رض نے عدم رفع کے بعد پھر
حضرت کو رفع یدین کرتے نہ دیکھا تھا ❊ اور اُنکے نزدیک رفع یدین
منسوخ تھا تب تو فقط عدم رفع کے ساتھ نماز پڑھکے دکھایا ❊ اور
اگر اُنکے نزدیک دونون برابر ہوتا تو ضرور دونون صورت سے نماز
پڑھکے دکھلاتے اور کہہ دیتے کہ آن حضرت کی نماز دونون صورت
پر تھی ❊ دوسری دلیل عدم رفع کی ترجیح کی یہہ ہے کہ حضرت مجدد
الف ثانی رحمہ اللہ نے تین سو بارھوین مکتوب مین عدم رفع کی ترجیح
لکھا ہے ❊ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات

شرح مشکوۃ میں باب صفۃ الصلوۃ کی پہلی فصل میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں عدم رفع کو ترجیح دیا ہے* اور شیخ کمال الدین ابن الہمام نے بھی عدم رفع کو ترجیح دیا* چنانچہ اسکا ذکر شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ نے شرح سفر السعادت میں فرمایا ہے* اور امام اعظم نے اوزاعی کے مقابلہ میں عدم رفع کو ترجیح دیا* اور بعد انکے سیکڑون فقہاء دیندار نے ترجیح دیا* اور انکا ترجیح دینا اس قدر ظاہر ہے کہ احتیاج بیان کی نہین• تو ان بزرگون اور امام اعظم رح کا ترجیح دینا ہم مقلدون کو کفایت کرتا ہے• تیسری دلیل عدم رفع کی ترجیح کی یہہ ہے* کہ رسالۂ تنویر العینین جو رفع یدین کا مبداء ثابت کرنیکے واسطے تصنیف ہوا ہے اس مین اٹھارہ حدیثین رفع یدین کی لکھی ہین* اس مین سے دیکھا کہ تیرہ حدیثین خود اُن لوگون کے نزدیک قابل عمل کے نہین ہین* کیونکہ اُن لوگون کے نزدیک رفع یدین کرنا چار مقام مین نماز شروع کرنے کے وقت اور رکوع کرنے کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور دو رکعت کے بعد تیسری رکعت ادا کرنے کو اٹھتے وقت سنت غیر موکدہ ہے* جیسا کہ تنویر العینین کے شروع مین یہی لکھا ہے* اور اُن تیرہون حدیثون کا یہہ حال ہے کہ کسی مین ایک رکعت مین دو ہی بار

کسی مین ایک ہی رکعت مین چار بار کسی مین ایک ہی رکعت مین چھ بار اور کسی مین فقط تیسری رکعت ادا کرنے کو اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مذکور ہی * تو یہ سب حدیثین اُن سب کے عمل کے خلاف ٹھہرین * باقی رہی پانچ حدیث سو اُس مین سے ایک حدیث تو بالاتفاق ضعیف ہی * اور ایک حدیث کو ترمذی سے لکھا ہی سو اُس حدیث کا ترمذی مین کہین نشان نہین بادجود اسکے اِن دونون حدیث اور دوسری دو حدیث کا عمل اصول حدیث کے قاعدہ بموجب ساقط ہوا * اِس سبب سے کہ اُن حدیثون کے راویون کا عمل اپنی روایت کے برخلاف تھا * تو بس فقط ایک ہی حدیث ابی حمید ساعدی کی اپکے عمل کے موافق باقی رہی تھی * سو وہ بھی بخاری کی روایت کے خلاف ہی یعنے بخاری نے اُنھین ابی حمید ساعدی سے عدم رفع روایت کیا ہی * اور تنویرالعینین کے چھیالیسوین صفحہ مین عدم رفع کے غیر معتبر ٹھہرانے کے واسطے مولوی زین العابدین نے حاشیہ پر لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم کی روایت کے آگے عبد العزیز کی روایت کا کیا اعتبار * سو اُس حاشیہ کے مضمون بموجب یہ حدیث بھی قابل اعتبار کے نرہی * اور فرض کیا کہ اگر اِتھارہون حدیث کو مان لین تو اُن پر عمل کس طرح کرین * چھ بار رفع یدین کرین یا ایک ہی بار یا دو بار

یا تین بار یا چار بار * کیونکہ اُن حدیثون کے مضمون مین بڑا اختلاف ہی اور عدم رفع کی جتنی حدیثین ہین سبکا مضمون ایک ہی یعنے رفع یدین نکرنا * علاوہ اِسکے عدم رفع کی کسی حدیث کا عمل ساقط نہین ہی * تو اِس صورت مین عدم رفع مین ترجیح پاکر اُسپر عمل کیا اور یہہ اعتقاد رکھا کہ جس طرح اور جتنی بار اور جس وقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا سو حق ہی * اور جب رفع یدین کو ترک کیا وہ بھی حق ہی * اور حضرت کی اتباع کے یہی معنے ہین کہ جس کام کو حضرت عمل کرین اُسکو ہم بھی کرین اور جس کام کو حضرت چھوڑ دین اُسکو ہم بھی چھوڑ دین * چوتھی دلیل عدم رفع کی ترجیح کی یہہ کہ حدیث قولی کو حدیث فعلی پر ترجیح ہوتی ہی * سو رفع یدین کے باب مین کوئی حدیث قولی نہین بلکہ اُس مین جتنی حدیثین ہین فعلی ہین * اور عدم رفع کے باب مین حدیثین فعلی اور قولی دونون موجود ہین تو عدم رفع کو ترجیح ہوئی * اور دونون قسم کی حدیثین عدم رفع کی انشاء اللہ تعالی قریب ہی مذکور ہوتی ہین * چوتھا فائدہ اب چونکہ رسالہ تنویر العینین کو دیکھہ کے لوگون نے رفع یدین اختیار کیا ہی اِسواسطے بارہ حدیثین عدم رفع کی جو تنویر العینین مین لکھا ہی اُس مین سے اگیارہ حدیث

اِس مقام میں لکھتے ہیں ۔ اور بارہوین حدیث جو ابوبکر ابن ابی شیبہ کی کتاب سے لکھا ہی اور کہا ہی کہ اِس حدیث کو صاحب تبصرہ نے ذکر کیا اِس حدیث کی عبارت میں چونکہ سخت تحریف کیا ہی کہ قنوت اور عیدین کا لفظ نکال کے اُسکے بجاے موقت اور منا کا لفظ داخل کرکے آگے چل کے یہ بڑا اعتراض کیا ہی ۔ اسواسطے اُسکو اِس مقام میں چھوڑ دیا پانچوین فائدہ میں رفع یدین کی ناسخ حدیثون میں اُن حدیث کو لکھا ۔ اور تنویر العینین میں جو حدیثین عدم رفع کی فقہ کی کتاب سے لکھا ہی اُنکو جدا لکھتے ہیں ۔ اور جو حدیثیں حدیث کی کتاب سے لکھا ہی اُنکو جدا لکھتے ہیں ۔ سنو فقہ کی کتاب نہایہ میں کہا کہ ۔ اِن عبد اللّٰہ بن الزبیر رای رجلا یصلی فی مسجد الحرام و یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فقال لا تفعل فانہ امر فعلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی اول الاسلام ثم ترکہ و نسخ ۔ بیشک عبد اللّٰہ ابن زبیر نے دیکھا ایک مرد کو نماز پڑھتے بیت اللّٰہ میں جس حال میں کہ اُٹھاتا تھا اپنے دونون ہاتھ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت تب کہا عبد اللّٰہ ابن زبیر رض نے رفع یدین نکر کہ اِس کام کو کیا تھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اسلام کے شروع میں پھر چھوڑ دیا ۔

اُسکو اور منسوخ ہوا * یہہ حدیث ہم نے تنویرالعینین میں دیکھہ کے
لکھا * نہایہ اور رعنایہ میں جو اِس حدیث کو لکھا ہی تو اُس میں اِسمیں
کچھہ لفظ کا فرق ہی مگر مضمون ملتاہی * اِس حدیث کو تنویر العینین
کے ارتالیسوین صفحہ میں لکھا ہی کہ محدثون کی کتاب میں اِسکی سند
صحیح نہین پائی جاتی تو معلوم ہوا کہ اُنکے نزدیک اِس حدیث کی
سند ضعیف ثابت ہوئی ہی * یہہ حدیث وضعی نہین ہی جیسا کہ بعضے
لوگ ضد سے کہتے ہیں * باقی رہا یہہ کہ اِس حدیث کو صاحب نہایہ
اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفرالسعادت میں عدم رفع
کی دلیل میں لائے ہین اس سے معلوم ہوتاہی کہ اُنکے نزدیک البتہ اِسکی
سند صحیح ہوگی * اور علاوہ اِسکے حدیث ضعیف بھی حدیث ہی * اور
کہا نہایہ میں * انه قال ابن مسعود رفع رسول الله صلی الله علیه و
سلم فرفعنا و ترک فترکنا یعنی حال یہہ ہی کہ کہا ابن مسعود رض
نے ہاتھہ اُٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اُٹھایا ہم نے اور
چھوڑ دیا سو چھوڑ دیا ہم نے کفایہ اور کافی میں بھی یہہ حدیث ہی * گو
تنویرالعینین میں ضعیف وضعی لکھا اور قبول کرلیا * مگر ونسٹہویں
صفحہ میں یہہ تقریر کیا کہ اِس حدیث کا مطلب یہی ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ترک کیا اور سمجھا ہم نے اُس سے منسوخیت رفع یدین بھی

اور یہہ منسوخیت ابن مسعود کی سمجھ ہی * سو ہکو اس مقام مین زیادہ بحث منظور نہیں اسواسطے ہین کہ اتباع رسول کے یہی معنے ہین کہ حضرت کا کرنا دیکھہ کے کرنا اور چھوڑنا دیکھہ کے چھوڑنا * اور کہا ہدایہ مین * ولنا ما روی عن ابن عباس ان العشرة المبشرة لا یرفعون ایدیہم الا عند الافتتاح * روایت کی گئی عبداللہ ابن عباس سے کہ عشرۂ مبشر رض نہ اٹھاتے تھے اپنے ہاتھہ مگر تکبیر اولی کے وقت * اس حدیث کو بھی ضعیف وصحیح کہا قبول کر لیا اس حدیث کو بھی تنویر العینین دیکھہ کے لکھا * اور کہا ہدایہ اور کافی اور عنایہ اور ہدایہ مین جو یہہ حدیث لکھا ہی اُس مین ایسین کچھ لفظ کا فرق ہی مگر مضمون ملتا ہی * اب یہان سے حدیث کی کتابون کی حدیثین جو تنویر العینین مین لکھی ہین شروع ہوئیں * اُن مین سے ہی جو لکھا ترمذی نے عن علقمة قال قال لنا ابن مسعود و لم یرفع یدیہ الا اول مرة و قال صلیت بکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علقمہ سے ہی کہ کہا علقمہ رض نے نماز پڑھی عبداللہ ابن مسعود نے اور نہ اٹھائے اپنے دونون ہاتھہ سوا سے پہلی بار کے اور کہا کہ نماز پڑھی مین نے تمہارے ساتھہ جیسی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی * اس حدیث کی عبارت مین بھی فرق کیا ہی * صحیح عبارت وہی ہی جو کہ

اور قریب ہی لکھے جاتے مگر مضمون ایک ہی * اور اسنن سے ہی
چونکالا ابو داؤد نے عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم اِذَا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه ثم لا یعود
براء ابن عازب سے کہ کہا براء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب شروع کرتے نماز اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ برابر دونوں
کندھوں کے پھر دوسری بار ہاتھ نہ اُٹھاتے وفی روایة ثم لا یرفعهما
حتی انصرف اور ایک روایت میں ابو داؤد کی نہ اُٹھاتے دونوں
ہاتھ یہاں تک کہ پھر چکتے یہہ روایت جابر کی ہی * اِن دونوں
حدیثوں کے بھی لفظ میں فرق کیا ہی * ابو داؤد میں دونوں
حدیث اِس عبارت سے ہی عَنِ البراء رض قال رأیت رسول
الله صلی الله علیه و آله وسلم اِذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه الی
قریب من اذنیه ثم لا یعود اخرجه ابوداؤد روایت ہی براء
رض سے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب
شروع کیا حضرت نے نماز اُٹھایا اپنے ہاتھوں کو نزدیک تک
اپنے کانوں کے پھر نکیا اِس طرح نکالا اِسکو ابو داؤد نے * اور
روایت ہی جابر سے قال جابر رض رأیت رسول الله صلی الله
علیه و آله وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوٰة ثم لم یرفعهما حتی

ۃ ایسے ہی اخرجہ ابو داؤد، کہا جابر رض نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اٹھایا اپنے دونوں ہاتھ جب شروع کی نماز پھر نہ اٹھایا انھوں کو یہاں تک کہ پڑھ چکے نکالا اسکو ابو داؤد نے ۞ اور انھیں میں سے ہی جو نکالا امام محمد نے اپنی موطا میں عن عاصم ابن کلیب الجرمی عن ابیہ ان علی بن ابی طالب لا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ عاصم ابن کلیب جرمی سے انہیں روایت کیا کلیب سے کہ بیشک علی ابن ابی طالب رض اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے سواے تکبیر اولی کے ۞ اور انھیں سے ہی جو نکالا امام محمد نے اپنی موطا میں ۞ عن عبد العزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر لا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ عبد العزیز بن حکیم سے ہی کہ کہا عبد العزیز نے دیکھا میں نے عبد اللہ بن عمر کو نہ اٹھاتے اپنے ہاتھ سواے تکبیر اولی کے ۞ اور انھیں سے ہی جو نکالا طحاوی نے عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر فلا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ مجاہد سے ہی کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے عبد اللہ ابن عمر کے سو نہ اٹھاتے تھے اپنے ہاتھ سواے تکبیر اولی کے ۞ اور طحاوی میں کہا کہ روایت کیا ۞ عن اسود انہ قال رایت عمر بن الخطاب لا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ اسود سے ہی انہیں کہا کہ دیکھا میں نے عمر

ابن خطاب کو نہ اُٹھاتے تھے اپنے دونون ہاتھہ سواے تکبیر اولی کے * اور
نقل کیا ابن ہمام نے من دار قطنی و عدی عن محمد بن جابر عن
حماد بن سلیمان عن علقمة عن ابن مسعود قال صلیت مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر لا یرفعون ایدیہم الا عند
الافتتاح دار قطنی سے اور عدی سے بھی دونون نے محمد ابن جابر سے
اُسنے حماد ابن سلیمان سے اُسنے علقمہ سے اُسنے عبد اللہ ابن
مسعود سے کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بکر اور عمر کے ساتھہ نہ اٹھاتے تھے وے
اپنے ہاتھہ سواے تکبیر اولی کے انتہی * یہہ حدیث ضعیف ہی اسواسطے کہا کر بعضے
لوگون نے جو عوام کو سمجھا دیا تھا کہ عدم رفع کے باب مین صحیح ہین
سو غلط ہی * پانچوان فائدہ * عوام لوگون مین سے جو لوگ اپنے تئین حنفی
مذہب ظاہر کرکے رفع یدین کرتے ہین وے یہہ کہتے ہین کہ رفع یدین کو
کسی اصحاب یا فقہا نے آج تک منسوخ نہ سمجھا اور کسی حدیث
سے رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت نہین ہی * اگر حدیث سے رفع
یدین کا منسوخ ہونا ثابت کر دو تو ہم لوگ رفع یدین ترک کرین *
تو انکا یہہ جواب ہی کہ تم لوگ اگر حنفی مذہب ہو تو ابو حنیفہ نے جو
عدم رفع اختیار کیا ہی سو حدیث نبوی کی اتباع کرکے تو تمکو انکی

شاید کر کے عدم رفع کرنے میں اتباع سنت حاصل ہی ۔ اور تمکو عدم رفع اور رفع یدین دونوں برابر ہوینگی صورت میں بھی بموجب مسئلہ جواب سوالات عشرہ کے رفع یدین کرنا درست نہین ۔ ہان جو شخص اہل علم اور تحقیق سے رفع یدین مین ترجیح پاوے سو رفع یدین کرسکتا ہی اور کسی سے حنفی یا کسی رسالے مین رفع یدین کی ترجیح دیکھ کے رفع یدین نہین کرسکتا ۔ اگر ایسا ہوتا تو شافعی مذہب کی کتاب کو دیکھ کے جو ان رسالون سے بہتر ہین تمام حنفی لوگ رفع یدین کرتے اور شافعی مذہب کے مولوین سے سنکے جو ان لوگون سے ہزار درجے افضل ہین سارے حنفی لوگ رفع یدین کرنے لگتے ۔ اور اس بات کی اجازت دینی کتابون مین ہوتی سو ایسی اجازت نہیں ہی ۔ چنانچہ جواب سوالات عشرہ کے مضمون سے تمکو دریافت ہوچکا ۔ اور ہمارے تو منشا یہ تھا کہ رفع یدین پر عدم رفع کو ترجیح ثابت ہی جیسا کہ دہند کو ظاہر ہوا ۔ تو تم لوگون کو ہم سے فقط عدم رفع کے رفع یدین کے ساتھ برابر ہونے کا ثبوت طلب کرنا تھا چہ جائیکہ ہم نے ترجیح عدم رفع کی ثابت کردی ۔ پس تمہارے رفع یدین ترک کرنیکو اس قدر کافی ہی بشرطیکہ حنفی مذہب ہو اور اتباع سنت منظور ہی ۔ اور ہمکو تمہارے مقابلہ مین

رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت کرنا ضرور نہیں * باقی تم لوگ جو حجت
کرتے ہو کہ رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت کر دو تو اس واسطے ہم تم سے
بہانہ عذر کرتے نہیں کہ جن مسئلوں میں قدیم مجتہدوں میں اختلاف
ہے اُن مسئلوں میں تم اور مولوی زین العابدین یا کوئی دوسرا عالم
بحث کر کے ایسا فیصلہ کر دیں کہ مثل آئینہ کے اُن مسئلوں کی حقیقت
کھل جاوے یہ منصوبہ تو فقط زبانی دعویٰ ہے اور اُن مسئلوں کی حقیقت
سوائے رب العالمین یا اُس کے رسول کے کسی کو معلوم نہیں * باقی رفع
یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل جو قدیم کتابوں میں مذکور ہے اُسکو ہم نقل
کر دیتے ہیں جو قبول کر لو تو تمہاری خوشی ہے اور اعتراض کرو تو
قدیم بزرگوں پر * اثبات صحابہ اور فقہا کے رفع یدین سے منسوخ
ہو جانے کی دلیل سنو * حضرت کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کوئی
فقط عدم رفع کے لیئے تھی نماز رسول اللہ کے لوگوں کو دکھلانے کو اخطار
کی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز فرمایا اگر انکے
نزدیک رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو دونوں فعل سنت ہوتے تو
ایسا ظاہر کرتے اور ایک سنت کو نہ چھپاتے بلکہ دونوں کا بیان
کر دیتے * تو معلوم ہوا کہ ابن مسعود کے نزدیک رفع یدین منسوخ
تھا * چنانچہ تقویۃ العینین کے مصنف نے بھی رفع یدین کی منسوخیت

کو ابن مسعود کی سمجھ لکھا ہی ۔ اور حضرت کے اصحاب خلیفہ امام ابن
زبیر کی حدیث سے خود کہا ہی ۔ لیکن رفع یدین کے منسوخ ہونے کی خبر
اپنا علم اسد اور زبیر کا جواب ثابت ہی ۔ اور اگر تنویر العینین
کے سبب سے کہ ابن زبیر کی حدیث کی تصحیح اسناد نہ ہو تو کیا مضائقہ
اگر سند صحیح سالم ہے بلکہ حدیث ضعیف بھی ہو سکتی ۔ علاوہ
اگر فرض کیا کہ یہی حدیث ضعیف ہی ہو لی تو کیا مضائقہ حدیث
ضعیف بھی حدیث ہی ۔ سوا اسکے ثابت ہوا کہ ابن زبیر کی سمجھ میں
رفع یدین منسوخ تھا ۔ اور یہاں وہ اسکے مرفوع ہونے کوئی دلیل نہیں ہی
پھر اسکے بیان کرنے کی ضرورت بھی کیا احتیاج تھی تو اسکے بیان کرنے
سے صاف ظاہر ہی کہ رفع یدین ابتدا ہے اسلام میں تھا بعد اسکے
منسوخ ہوا سب صحابہ نے جس کو اسکے منسوخ ہونیکی خبر ہی تھی اسکو
اپنے بیان سے خبر کر دی ۔ اور پہلا جب ابن زبیر کی حدیث میں تامل
کرنے سے صاف ظاہر ہوتی ہی ۔ یا کہ ابتدا کا منسوخ ہونا رفع یدین کو سو
اسکی دلیل بیان کرنیکی احتیاج نہیں ہے بلکہ ان کتاب نقلی کی
اس بیان سے بھری ہیں ۔ اب رفع یدین کے منسوخ ہونیکی ایک
دلیل تنویر العینین کے مضمون سے لکھتے ہیں آپ کو ثبوت ہو
تنویر العینین میں ستر ہویں حدیث جو حضرت علی رض سے روایت

ہی مضمون قرآن کی آیت میں سے وانحر کی لفظ سے رفع یدین
کا حکم ثابت ہی ٭ سوا ہیں حدیث سے رفع یدین جیسا کہ واجب ثابت
ہوتا ہی کیونکہ اُسکے مستحب ہونیکا کوئی قرینہ اِس جگہہ پر موجود نہین
ہی ٭ چنانچہ تنویر العینین کے اٹھارہوین صفحہ مین بھی لکھا ہی ٭ کہ
بعضے علماء گئے ہیں اِس بات پر کہ اٹھانا ہاتھ کا نماز مین اِن مقامات مذکورہ
مین واجب ہی ٭ جیسا کہ ذکر کیا اُسکا صاحب فتوحات وغیرہ نے
تو اِس صورت مین چون کہ ابن مسعود کی حدیث صحیح اور دوسری
مذہبون سے آن حضرت کا رفع یدین کرنا ثابت ہی اور رفع یدین
کرنیوالے بھی اُسکے قائل ہیں اسواسطے وہ حدیث بلا شبہہ منسوخ
نہیں ٹھہری ٭ بیشے شروع نماز کے سوا سب مقام کا رفع یدین
منسوخ ہوا کیونکہ واجب کا ترک کرنا گناہ ہی ٭ اور پیغمبر لوگ
گناہ سے پاک ہوتے ہیں تو اگر رفع یدین منسوخ نہوتا تو آن حضرت
اُسکو کاہے کو ترک کرتے ٭ اور دوسری دلیل رفع یدین کے منسوخ ہونے کی
حدیث قولی سے جو ثابت ہی اُسکو ہم نقل کرتے ہیں ٭ اور جن
عالموں نے اِس حدیث کے مضمون سے رفع یدین کو منسوخ سمجھا ہی
اُنکا بیان بھی کر دیتے ہیں ٭ کیونکہ اُنکی سمجھ ہماری تمہاری سمجھ
سے اور اُنکا علم ہمارے تمہارے علم سے اور اُنکی خوش نیتی ہماری

تمہاری خوش بینی سے بہت زیادہ تین وہی ہی اور اسکے سواے
مع اپنے مستندہ لیان مشہور تباہی ۔ اب حدیث رفع یدین کی ناسخ
سنو ۔ پہلی حدیث امام ابوحنیفہ کی مسند کی اور طحاوی کی جسکو
صاحب ہدایہ نے لکھا ہی ۔ صاحب ہدایہ عدم رفع کی دلیل مین لکھتا ہی
ولنا قوله عليه السلام لا ترفع الايدي الا في سبعة مواطن تكبيرة
الافتتاح وتكبيرة القنوت وتكبيرات العيدين وذكر الاربع في الحج
اور ہمارے واسطے دلیل ہی قول نبی علیہ السلام کا نہ اٹھائے جاوین
ہاتھ سواے سات جگہون کے ۔ شروع کی تکبیر مین اور قنوت کی تکبیر مین
اور عیدین کی تکبیرون مین ۔ اور ذکر کیا ان حضرت نے چار مقام کا حج مین
پھر اپنے مقام مین ہدایہ کے درمیان جو وے چارون مقام لکھے ہین
سو یے ہین ۔ حجر اسود کے بوسہ لیتے وقت اور صفا پر اور مروہ پر اور
دونون جمرے کے پاس ۔ اس حدیث کے صحیح ہونے مین اصلا شک ہی
نہین کیونکہ اس حدیث کو اتنے بڑے معتبر عالم نے جو صاحب الترجیح
مین سے ہی اپنی کتاب مین لکھا ۔ اور علاوہ اسکے یہ حدیث
فقط ہدایہ ہی مین مشہور ہی بلکہ اور بھی حدیث کی معتبر کتابون
مین موجود ہی ۔ ایک ہی معتبر حدیث کی کتاب طحاوی ہی اور
طحاوی کو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے رسالہ عجالہ نافعہ مین

بہت معتبر لکہا ہی اور بڑی معتبر کتاب مسند ابو حنیفہ ہی سو دونون
کتابون مین یہہ حدیث موجود ہی * اور بڑی معتبر کتاب حدیث کی
طبرانی ہی اُسمین بہی یہہ حدیث موجود ہی * اور شرح سفر السعادت
مین جو لکہا ہی کہ طبرانی وغیرہ نے جو لاترفع الایدی روایت کیا ہی
سو اُسکی صحت مین گفتگو ہی یعنی وہ حدیث ضعیف ہی تو طحاوی
کی روایت کے سوا اور کتابون کی روایت سے مراد ہی * سو مضایقہ
نہین طحاوی کی روایت نے اُن روایتون کو قوت دی اور وے حدیثین
حسن ہوگئین اور حدیث حسن بہی حجت ہوتی ہی مانند صحیح کے
جیسا کہ اصول حدیث مین مقرر ہی غرض یہہ حدیث بعضی روایت
سے صحیح اور بعضی سے حسن ہی * اور فتح القدیر کے مصنف نے جو بڑا
فقیہہ اور محقق اور محدث ہی اُسنے اِس حدیث کو عدم رفع کی دلیل مین
لکہا ہی * اور صاحب ہدایہ نے اِس حدیث سے رفع یدین کو منسوخ
لکہا ہی اور رفع یدین کی حدیثون کے حق مین کہا ہی کہ جتنی حدیثین
رفع یدین کی ہین سو سب محمول ہین ابتداء اسلام کے حال پر * اب
اُس حدیث قولی کو سنکر کسکو طاقت ہی کہ آٹھون مقام مین ہاتھہ
اُٹھاوے * بعضے لوگ سوال کرتے ہین کہ پھر دعا مین بہی ہاتھہ اُٹھانا
تو آٹھوان مقام ٹھہریگا * تو اُنکا جواب یہہ ہی کہ عبادت کے ارکانون

میں سے بیات مقام کے سوائے ہاتھ نہ اٹھانا سے اور اگر بخاری
اس تقریر سے سات مقام کی قید ٹوٹ گئی تو تنویر العینین
میں اس حدیث کی عبارت کو بدلنے کی احتیاج نہ ہوتی * تو معلوم
ہوا کہ جو سوال اس پر نہیں ہو سکتا * اور دوسری حدیث صحیح
مسلم میں کی سنو صحیح مسلم میں باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ
والنہی عن الاشارۃ بالید یعنے نماز میں چپ اور آرام سے رہنے
کا حکم اور نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنیکا منع جس باب
میں لکھا ہی حَدَّثَنَا اَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِي شَیْبَةَ وَاَبُوکُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا
اَبُومُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَیَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِیْمِ بْنِ طَرَفَةَ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَالِي اَرَاکُمْ رَافِعِي اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا
فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَرَاٰنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِي اَرَاکُمْ عِزِیْنَ
قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا
قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ یُتِمُّوْنَ
الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَیَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ حدیث روایت کی ہم سے
ابوبکر ابن ابی شیبہ اور ابو کریب نے دونوں نے کہا حدیث
روایت کی ہم سے ابو معاویہ نے اسنے سنا اعمش سے اسنے

مسیب ابن رافع سے اُسنے تمیم ابن طرفہ سے اُسنے جابر ابن سمرہ سے اُنھون نے کہا تشریف لائے ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر فرمایا کیا سبب ہی یعنے مجکو تعجب آتا ہی کہ دیکھتا ہون مین تمکو اُٹھانے والے ہاتھون کو اپنے گویا کہ وے ہاتھ سر کش گھوڑون کی دُم ہین قرار پکڑو یعنے حرکت نکرو سکونت سے رہو نماز مین* کہا پھر تشریف لائے ہمارے پاس اور دیکھا ہمکو حلقہ حلقہ تب فرمایا کیا سبب ہی کہ دیکھتا ہون مین تمکو جوتے جوتے کہا پھر تشریف لائے ہمارے پاس اور فرمایا کیون نہین صف باندھتے ہو تم لوگ جیسا کہ صف باندھتے ہین فرشتے اپنے رب کے حضور مین* غرض کیا ہم نے یا رسول اللہ اور کس طرح صف باندھتے ہین فرشتے اپنے رب کے حضور مین فرمایا پوری کرتے ہین پہلی صفون کو اور خوب مل کے کھڑے ہوتے ہین صف مین انتہی* اِس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ نماز کے اندر جو رفع یدین ہی اُسے حضرت نے منع فرمایا اور اِس رفع یدین کو آن حضرت نے سکون کے خلاف سمجھا اور آن حضرت نے اِسی حرکت کو دیکھکے سکون کا حکم دیا* تو اِس حکم سے نماز مین ہاتھ نہ اُٹھانا واجب اور اُٹھانا صاف منع ہوا* یہہ حدیث نماز کے

اندر رفع یدین کے منع ہوئے جو نص تھی یہہ حدیث نماز کے بعد
سلام پھیرنے کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنے کو منع کرنیوالی نہیں ہی
بلکہ وہ حدیث دوسری ہی عبد اللہ ابن قبطیہ کی روایت سے چنانچہ
اسکا ذکر قریب ہی ہوگا * اور اس حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر
ہی کہ حضرت نے صحابہ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا اور وہ سب
لوگ نماز ہی میں تھے تب وہہ بات فرمایا کہ کیوں کرو نماز میں *
باقی قنوت وتر اور عیدین کی تکبیروں میں جو ہاتھ اٹھاتے ہیں سو
دوسری حدیث کے مضمون سے * اور یہہ دو مقام اس عام حکم سے
خاص ہو گیا ہی اور اس دو مقام کے رفع یدین میں خلاف نہیں
ہی * اور تحریمہ کی تکبیر کہتے وقت کا رفع یدین تو نماز کے اندر ہی نہیں
ہی بلکہ وہ نماز کے باہر ہی * پھر اگر کوئی کہے کہ پھر اسی طرح سے
رکوع کرتے وقت * اور اس سے سر اٹھاتے وقت * اور دو رکعت
کے بعد تیسری رکعت ادا کرنے کو اٹھتے وقت کا رفع یدین بھی
ہم دوسری حدیث کے مضمون سے کرتے ہیں * تو اسکا جواب یہہ
ہی کہ اگر ایسا ہو تو حدیث کا بالکل مطلب ہی ساقط ہو جاوے
اور اصول کا قاعدہ یہہ ہی کہ عام میں سے بعض لفظ تھوڑا خاص
ہوتا ہی سو یہاں ہوا * اور یہہ جو تم سوال کرتے ہیں کہ اس حدیث

مکو رفع یدین کے منع پر حمل نہیں کر سکتے کیونکہ جو فعل حضرت نے ابتداے اسلام میں خود کیا تھا اُس فعل کو ایسی تشبیہ مکروہ کسواسطے فرماتے * تو اُنکا جواب یہہ ہی * کہ اول تو اُس زمانے کے لوگوں کے فہم کا حال ہمکو معلوم نہیں کہ یہہ تشبیہ اُنکے نزدیک مکروہ تقی یا تنبیہ کے واسطے ایسے لفظ کا بولنا اُسوقت کا محاورہ تھا * جیسا کہ بعضی حدیثوں میں فرمایا ہی کہ گم کرے تجکو تیری ماں * اِس بات میں اُن لوگوں کی فہم معتبر ہی ہم لوگوں کی فہم معتبر نہیں * دیکھو اُن لوگوں میں ابو ہریرہ نام تھا اور اِس ملک میں اگر کسیکو بلّی کا باپ کہیں تو بُرا مانے * اور دوسرے یہہ کہ جنکے نزدیک یہہ بات ثابت ہی کہ رفع یدین منع ہو چکا تھا اُنکے نزدیک تو ایسا لفظ تنبیہ کے واسطے فرمانے کا مقام ہی تھا کہ باوجود اُس فعل کے منع ہونے کے اُن لوگوں نے اُس فعل کو کیا * اور اگر حقیقت میں تمھارے فہم میں یہہ تشبیہ مکروہ ہی تو سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے کی اِس تشبیہ کا بھی وہی حال ہوگا * حضرت کے فعل کی تشبیہ نہوئی صحابہ کے فعل کی ہوئی * اور حقیقت یہہ ہی کہ جب تک یقینی دلیل سے ثابت نہو کہ یہہ حدیث سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے کے منع میں ہی تب تک یہہ اعتراض بہت نامناسب ہی *

کیونکہ یہہ اعتراض دور تک جا پہنچیگا اور ہم لوگون کو اس سست
تقریر اور بلا نتیجہ آزمائی کی حاجت نہین یہہ مقام تسلیم اور
اطاعت کا ہی پس ہم لوگون کو یہی لازم ہی کہ اس بات کی تحقیق کرین
کہ قدیم بزرگون نے اس حدیث کے معنے کیا سمجھا ہی و سوا اس وقت اس
حدیث کی شرح مین سوائے شرح میرزا سعادت کے ہمارے
پاس اور دوسری شرحین موجود نہین ہین اسی معتبر کتاب کی
عبادات کا مختصر ہندی زبان مین ترجمہ کرتے ہین سنو جان لو کہ
مصنف نے مثل سرکش گھوڑون کی دم اٹھانے کا حکم
کیا یعنے سلام کے نزدیک ہاتھ اٹھانے اور ہاتھ سے اشارہ کرنے
کو چنانچہ بعضے احمق دوسرے ابھی نہی سمجھتے ہین اور سرکش
گھوڑون کی دم کے ساتھ تشبیہ دینے سے بھی ایسا ہی ظاہر ہی اور
بعضے اس حدیث کو حمل کرتے ہین تکبیر تحریمہ کہنے وقت
کے واسطے نماز مین رفع یدین کرنے کی نہی پر جیسا کہ مذہب حنفی ہی
اور اصل اس حدیث کی صحیح مسلم مین روایت ہی تمیم ابن
طرفہ سے انہون نے روایت کیا جابر ابن سمرہ سے انہون نے کہا تشریف
لائے ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا کیا ہوا
مجکو کہ دیکھتا ہون تم لوگون کو یعنے تعجب رکھتا ہون کہ اٹھاتے ہو تم

لوگ اپنے ہاتھون کو گویا سرکش گھوڑون کی دُمین ہین قرار پکڑو نماز مین * اور عبد اللہ ابن قبطیہ نے کہا سُنا مین نے جابر ابن سمرہ کو کہ وے کہتے تھے ہم لوگ جب نماز پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے پیچھے کہتے تھے السلام علیکم السلام علیکم اور اشارہ کیا جابر نے ہاتھ اُٹھانا دکھانے کیواسطے اپنے ہاتھ سے دونون طرف اور کہا فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے کیا ہوا ہی اِن لوگون کو کہ پھیرتے ہین اپنے ہاتھون کو گویا سرکش گھوڑون کی دُمین ہین کفایت ہی تم مین سے ایک کو کہ رکھے اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر بعد اسکے سلام دیوے اپنے بھائیون کو اُن بھائیون مین سے کہ آسکے داہنے اور بائین ہین * اور اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ مفہوم حدیث کا وہ ہی جو مصنف مجمع السعادت نے سمجھا * اور بعضون نے کہا ہی کہ ظاہر وہ ہی کہ حدیث تمیم ابن طرفہ کی اور حدیث عبد اللہ ابن قبطیہ کی ہر ایک حدیث جدا جدا ہی اِسواسطے کہ سلام پھیرنے کے وقت ہاتھ اُٹھانیوالے کو نہین کہہ سکتے کہ قرار پکڑ نماز مین کیونکہ وہ شخص اِس فعل سے باہر آتا ہی نماز سے تو مفہوم حدیث تمیم کا وہ رفع یدین ہی جو تحریمہ کے وقت کے سوا ہی * اور حدیث عبد اللہ کی اُس رفع یدین کے

بیان مینں ہی جو سلام پھیرنے کے وقت منع ہی واللہ اعلم انتہی ۔
آپ سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتا جس میں ذکر ہی
وہ حدیث بھی سنو صحیح مسلم کے باب مذکور میں لکھا ہی حدثنا
ابو بکر ابن ابی شیبۃ حدثنا وکیع عن مسعر ح وحدثنا ابو کریب
واللفظ لہ اخبرنا ابن ابی زائدۃ عن مسعر حدثنی عبید اللہ ابن القبطیۃ
عن جابر بن سمرۃ قال کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ واشار
بیدہ الی الجانبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ما تومون
بایدیکم کانہا اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ
علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ حدیث روایت کی
ہم سے ابو بکر ابن ابی شیبہ نے اُسنے کہا حدیث روایت کی ہم
سے وکیع نے اُسنے سُنا مسعر سے اِس مقام میں مسلم دوسری سند
بیان کرتے ہیں وہی مسعر سے جا ملتی اور حدیث روایت کی ہم
سے ابو کریب نے اور اِس کا لفظ ابو کریب کی روایت کا ہی
اُسنے کہا خبر دی ہمکو ابن ابی زائدہ نے اُسنے سُنا مسعر سے اُسنے کہا حدیث
روایت کی مجھ سے عبید اللہ ابن قبطیہ نے اُسنے سنا جابر ابن سمرہ
سے جابر نے کہا تھے ہم لوگ جب نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھہ کہتے تھے ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم و
رحمۃ اللہ اور اشارہ کیا جابر نے اپنے ہاتھہ سے دونوں طرف یعنے
ہم لوگوں کے دکہانے کو تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تم لوگ کسواسطے اشارہ کرتے ہو اپنے ہاتھوں سے گویا کہ وے
ہاتھہ تمہارے سرکش گہوڑوں کی دمین ہیں بس کفایت ہی تم مین
سے ایکی کو کہ رکہے اپنا ہاتھہ اپنی ران پر بعد اسکے سلام دے
اپنے بہائی کو جو شخص کہ اسکے داہنے اور بائین ہی * اور اس
حدیث کے بعد دوسری حدیث بہی عبد اللہ بن جابر ابن سمرہ سے روایت
کی ہی اسمین یون ہی قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم فنظر الینا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیرون بایدیکم کانها اذناب خیل
شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبہ ولا یومی بیدہ کہا جابر
نے نماز پڑہی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پھر تہے ہم
لوگ جب سلام کہتے اشارہ کرکے اپنے ہاتھوں سے کہتے السلام
علیکم پھر نگاہ کیا ہماری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کیا حال ہی
تمہارا اشارہ کرتے ہو اپنے ہاتھوں سے گویا کہ وے ہاتھہ سرکش
گہوڑوں کی دمین ہین جب سلام کہے تم مین سے کوئی تو چاہئے

کر نماز پھیرے اپنے پاس والے کی طرف اور نہ اشارہ کرے اپنے
ہاتھہ سے انتہی * خلاصہ تمیم ابن طرفہ کی حدیث کا یہہ ہی کہ آن
حضرت نے صحابہ کو نماز کے اندر رفع یدین کرتے دیکھا اُسسے منع فرمایا *
اور خلاصہ عبد اللہ ابن قبطیہ کی حدیث کا یہہ ہی کہ آن حضرت
نے صحابہ کو سلام پھیرتے وقت ہاتھہ سے اشارہ کرتے دیکھا اُسسے
منع فرمایا * اور دونون حدیث صحیح صریح غیر منسوخ ہیں تو اس
صورت مین دونون پر عمل کرنا لازم ہی نہ نماز کے اندر رفع یدین
کرے اور نہ سلام پھیرتے وقت ہاتھہ سے اشارہ کرے * اور
اس تکلف کی کیا احتیاج ہی کہ تمیم ابن طرفہ کی حدیث کو مجمل
کہیے اور اُسکا بیان عبد اللہ ابن قبطیہ کی حدیث مین سمجھے کیونکہ
دونون حدیث اپنے اپنے مفہوم پر ظاہر اور نص ہیں جیسا کہ اس
فن کے واقف کار پر روشن ہی * اور نہ مصنف مسراۃ الہدایت
نے جو سلام پھیرنے کے وقت سرکش گھوڑون کی دمون کی
طرح ہاتھہ اٹھانے سے منع فرمایا تو عبد اللہ ابن قبطیہ کی حدیث
سے یہہ کہان سے ثابت ہوا کہ اُسنے تمیم ابن طرفہ کی حدیث
سے یہہ معنے سمجھے * اور حق یہی ہی کہ دونون حدیث پر عمل کرنا
مین تقوا بھی اور اتباع سنت بھی حاصل ہوگی اور منع فعل پر عمل

کرنے کے شبہہ سے بھی محفوظ رہیگا * اور یہہ جو بعضے کہتے ہین
کہ سلام بھی جز آخر نماز کا ہی سو سلام پھیرتے وقت ہاتھہ اُٹھانے
والا نماز کے اندر باقی ہی اِسواسطے حضرت نے اُسکو فرمایا کہ نماز کے
اندر قرار پکڑ اور سکون کر * تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ سچ ہی
سلام پھیرنا جز آخر نماز کا ہی مگر بمجرد ادا کرنے جز آخر کے وہ شخص
نماز سے باہر ہو گیا سلام پھیرنے مین نماز سے باہر ہونے مین اِس
قدر مہلت کہان ہی کہ دیکھنے والا اُسکو سلام پھیرتے دیکھے اور
دیکھنے کے بعد بھی وہ نماز کے اندر باقی رہے تب فرماوے کہ نماز
مین سکون کر کیونکہ بغیر اُس فعل کے ظاہر ہونے کے دیکھنے والا
کسطرح دیکھیگا اور جب وہ فعل ظاہر ہوا تب فی الفور وہ نماز
سے باہر ہوا * اب اُسکو یہہ فرمانا کہ نماز مین سکون کر کچھ معنی نہین
ہو زیادہ طبع آزمائی سے کیا کام دونون حدیث پر عمل کرو * اور
یہہ جو بعضے کہتے ہین کہ تمکو رفع یدین کے منع کرنے مین اِس قدر
اصرار کسواسطے ہی * تو اُنکا جواب یہہ ہی کہ ہم تو حنفیون کو رفع
یدین کرنے سے منع کرتے ہین * اور اُنکو جس سبب سے منع کرتے
ہین وہ سبب اِس رسالے مین مذکور ہو چکا ہی * اور ایک سبب
اور بھی ہی کہ اپنے مذہب کے خلاف عمل کرنیکے سبب سے اہل

سنت کی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا ہی یہان تک کہ ایک کے پیچھے ایک نماز نہیں پڑھتا اور رفع یدین بکرنے والون کو برا کہتے ہیں یہانتک نوبت پہنچی کہ بعضے رفع یدین کرنیوالون کو بھی بعضے رفع یدین کرنیوالے برا کہتے ہیں ۞ چنانچہ رامپور میں چھٹی تاریخ ذی الحجہ سنہ بارہ سو اٹھاون ہجری میں سب کہ دون مسلمانون کے روبرو مولوی رین العابدین نے مولوی عبد الحی کو مردود کہا اور مولوی عبد الرحمن کے حق میں کہا کہ وہ اللہ کا دشمن اور رسول کا دشمن ہی اور اسکو میں بھی اپنا دشمن جانتا ہون ۞ اور رجعدالبجابار کے رسالون کو نامعتبر کہا اور اپنے حق میں یون کہا کہ میں حنفی مذہب ہون اور اپنے علم کی تحقیق سے میں نے اس مذہب کی خوبی کو دریافت کر کے اس مذہب کو اختیار کیا ہی ۞ اور میں رفع یدین کا حکم کسی کو نہیں دیتا اور جہان میں جاتا ہون وہان رفع یدین نہین جاری ہوتا ۞ دیکھو منگل کوٹ ہم گئے تھے وہان سیکڑون لوگ ہمارے مرید ہوتے مگر ایک نے بھی رفع یدین نکیا ۞ سوا ایسے شریف شخص کے تئین بھی لوگ برا کہتے ہیں اور اس سبب برا کہنے کا سبب یہی ہی کہ لوگون کو اپنے مذہب کی قید نہ باقی رہی جو چاہتے ہین سو کرتے ہین اور جو چاہیے

ہیں سو کہتے ہیں اور جماعت میں سنت تفرقہ پر گیا ہی * اسی واسطے
ہم کہتے ہیں کہ اپنے مذہب کے خلاف عمل نکرو تمہارا مذہب بھی حدیث
و قرآن کے موافق ہی * اللہ مسلمانوں کو نیک توفیق دیے آمین *

---

* محضر مقام رام پورہ *

بتاریخ ششم ذی الحجہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری کہ در رام پور بوالیہ اند
مولوی کرامت علی صاحب و مولوی زین العابدین صاحب بمسئلہ
رفع یدین و امین بجہر و اختیار و عدم اختیار مذہب معین بموجب
اقرار و درخواست مردمان برای ہر دو گروہ یکجا بود و بستہ خاطر
جناب مولوی عبد الغنی صاحب صدر امین اعلی مجمعی عام شدہ
بود و دران مجلس رئیسان مومنین مثل مولوی عبد الغنی صاحب
صدر امین اعلی و مولوی مظہر الحق صاحب قاضی عدالت ضلع و مولوی
سعادت علی صاحب صدر امین و غیرہ صاحبان مقام مذکور حاضر
بودند در آن روز ہر دو علمای مذکورین بسبب اقرار نمودن مولوی
زین العابدین صاحب کہ من حنفی المذہب امام و مولوی عبد الرحمان
کہ مقید مذہب نیست و حنفیان را بدعی گوید او برا عدوالبعید و عدوالرسول
وعدو می نمودمی دائم در مسایل مذکورہ چیزی بحث نشد و عوام
الناس در توہات مشہور نمودہ اند کہ ذکر ان اروز پکم اجرا ای رفع

چنین اگر دیده است بنابر آن برای اظهار حق حاضر نشست اینها
وتصدیق چند الرسالت خلاصه گفتگوی هر دو عالمان که در ان روز شده
بود می نویسند هر که از حاضران آن مجلس یاد داشته باشد به این کاغذ
دستخط خود کند که تردید و نسیان در دروغ گوئی عوام موقوف ماند
مولوی زین العابدین صاحب اقرار نمودند که من حنفی المذهب
ام و از روی تحقیق علمی این مذهب را اختیار نموده ام (برای
بحث از اینها بموجب طلب مرزبان نرائن به رتن الروتها که آمده ام
بلکه بموجب طلب میان منیر الدین و میان اکبر آمده ام * مولوی
کرامت علی صاحب فرمودند که سعر آمده ام بلکه بار دیگر با هر دو کسان
بموجب طلب مرزبان نرائن بلاد و کستور بایستیه آمده ام * مولوی زین
العابدین صاحب فرمودند که مرزبان نرائن بود را من مذهبی نشد که جواب
داده ام و از آن ها را چه علاقه من آنها را آدمی نیته انم وجود و عدم
وجود آنها نزد من برابر است * مولوی کرامت علی صاحب فرمودند
که چنان تدبیر نمایند که تفرقه در جماعت مومنین نشود * مولوی زین
العابدین صاحب فرمودند که هر تدبیر را خواهم نمود انشاء
الله تعالی در متفق نمودن جماعت مومنین خواهم کوشید و من
با کسی برای رفع یدین اصرار نمی کنم و بانی این امر نیستم بلکه مولوی

جناب علی صاحب باعث امتناع نمودن ان صاحب اجرای رفع یدین موقوف نموده اند و من اقرار میکنم که بغیر از سوال ذکر مسئله رفع یدین با کسی نکنم * بعد ازان سخنان دیگر شدند که ازین بحث علاقه ندارد * جناب مفتی منظهر الحق صاحب و جناب مولوی عبد العلی صاحب بار بار می فرمودند که هر دو صاحبان اتفاق کنند و چنان تدبیر کنند که جماعه مومنان بر یک طریق مستقیم شوند * بعده مولوی منظهر الحق صاحب مردمان رافع یدین را فرمودند که اگر مولوی زین العابدین صاحب رفع یدین را منع کنند شما یان ترک رفع اختیار می کنید یا نه * آنها جواب دادند که ما ترک رفع اختیار نخواهیم کرد * پس بعضی از حاضران مجلس مولوی زین العابدین صاحب را گفتند که هر که رافع یدین اند برای اختیار کردن ترک رفع یدین آنها را فرموده فرمایند * وزان مولوی زین العابدین صاحب فرمودند که اینها را اگفتهٔ من قبول کی خواهند افتاد و رهمین حیص و بیص مجلس برخواسته شد بعد از این چون که دوران مجالس ذکر شده بود که هر دو کیان ولایل خود نوشته دهند بموجب آن دارو غه قادر بخش از هر دو عالم درخواست این امر نمودند * مولوی کرامت علی صاحب یک مباله مختصر نوشته دادند که نزد ما موجود است * مولوی زین العابدین صاحب

وز نوشتن دلایل خود را باز فرمودند و درین تا که تشریف بردند * مگر آنکه
بزرگانا مولوی علی عبد العلی صاحب و مولوی مظهر الحق صاحب برای
اتفاق و تدابیر بودن بر نوشتن بر یک طریق او بزرگ و نا امان
گفتند مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که من هم همین می خواهم
مولوی زین العابدین صاحب فرمودند که برای اختیار رفع یدین
و آمین بالجهر من حکم داده ام و نه خود هم داد و مانع هم نمی شوم
اگر بحالا مانع شوم مریدان ما از من بد خواهند شد و اگر جناب ما
معتقدان خود را جهت نمودن رفع یدین و آمین فرمایند از جناب
مردمان اکثر معتقد اند برگشته خواهند شد * ازین سبب من مانع شدن نمی
توانم که نشناسی مریدان آن صاحب بطریق آن صاحب و مریدان
من بطریق من باشند * تا مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که هرگاه
مرید از من و شما نیز آنها چه طور باشند برای آنها صفائی کرده
و نیز مولوی زین العابدین صاحب جواب دادند که هرگاه برای
... خواهد آمد خود ... رسید الا تو مرید کیستی هرگاه خواهد گفت
که مرید فلان ام خواهم گفت که از پیر خود پرسیده بدان موجب عمل نما
باز مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که اگر کسی مرید نباشد آن
را کجا خواهند فرستاد جواب دادند که اول برای دریافت حالات

مسلمانی خواهم گفت با از کسی که مرید شده از پیر خود دریافته عمل نشود * باز مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که مرید ما و شما موجران بر طریق پیران خود ها مانند از کتاب پیچک غافل فرمایند * مولوی زین العابدین صاحب گفتند که آثار روز قیامت قریب است لهذا تفرقه جماعت باران غضب است * مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که اگر میدانید که تفرقه مومنین باران غضب است لازم که مومنین را از باران غضب باز داشته با جمعیت باران رحمت آرید * مولوی زین العابدین صاحب فرمودند که من نمی توانم تیز یکه از دین رغبت باز آمدن نمی تواند فقط باز دولت ایمه * من به محفل مذکوره این همه عنیز مولوی زین العابدین صاحب را به مقابله مولوی کرامت علی صاحب خواندن تشیز ها هم * مرا بیا فرزندیاگرانتو وانی ز *

نیز این هم اثبات مولوی زین العابدین صاحب از مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که آنصاحب برای رفع یدین مرا منع نساختند و من با نصاحب هم جهه نمودن رفع یدین نخواهم گفت * مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که این معنی قبول نگردد بگذ کنیان

که ناواقف محض اند برای آنها بدرستی نمایند نحو اسباب آن مولوی زین العابدین صاحب فرمودند که من کسی را نمی گویم کسانیکه مرید من هستند بر طریق من عمل خواهند نمود * مولوی کرامت علی صاحب فرمودند که آنها از آیت و حدیث واقف نیستند چسان طریق آنصاحب اختیار خواهند نمود بر این معنی مولوی زین العابدین صاحب فرموده بودند که قرآن آنها منم و حدیث آنها منم آنچه که خواهم گفت بران عمل خواهند نمود *

نام حاضرین مجلس

مرزا احمد تراب ساکن فرخ آباد سررشته دار محکمهٔ ڈهکی اضلاع ڈهاکه وغیره
مظهر الحق رضی الله عنه عبد العلی رضی الله عنه عبد الامین اعلی
معین شجاعت علی حسینی سعادت علی ساجراق نوشته منیا
صحیح است سراج الدین محمد رضی الله عنه عبد کاظم رضی الله عنه
فتح علی ساجرا واقعی است سید مفاخر علی منیر الدین احمد
سید منصور حسین لطف الرحمان رضی الله عنه نور الحق
رضی الله عنه امین الدین احمد لیاقت الله کمیل الدین
فضل الله فتح الله شیر علی زین الدین احمد ساکن قصبهٔ جها و دیا
غلام احمد وکیل محکمهٔ صدر دیوانی اعلی سید عبد الحق محرر

محمد صادق صاحب نستعلیق نویس لکهنوی ۔ میاں عمر دراز وکیل محکمهٔ مال گوره

میاں دلاور علی محرر توجداری ۔ منیر الدین احمد

عفی الله عنه محرر محکمهٔ صدر امین امنی ۔ قدرت الله میرزا

منشی محکمهٔ صدر امین امنی ۔ کرامت الله صدیقی عفی الله عنهٔ

بشارت الله صدیقی ۔ صبیح الدین احمد عفی الله عنهٔ

قادر بخش داروغه آبکاری مرید خاص عنایت علی

خیر الدین محمد عفا الله عنه ۔ منیر الدین محمد عفا الله عنه

میاں صاحب علی عفا الله عنه جیپوری ۔ شیخ فقیر علی عظیم ابادی

محمود علی مولوی عنایت علی ۔ نعیم الدین احمد ساکن دهاکه محافظ

دفتر ۔ راقم الاثم میاں عبد الرب عفا الله عنه ۔ ومشیت الله عفا الله عنه

اِس رسالے مین لکها گیا ہی کہ رفع یدین کرنے والے تین قسم ہین، ایک شافعی مذہب اور غیر مذہب والے دو قسم ہین * سو غور کر کے اگر دیکهیے تو یون نہین بلکہ حقیقت مین یے بد مذہب سب ایک ہی قسم ہین * فرق اتنا ہی کہ تیسری قسم کے لوگ اندکے عاقل اور بڑے مکار ہین بلکہ حقیقت مین یے لوگ تفرقہ انداز اور خراب کن اور دشمن مذہب سنت وجماعت ہین مثل رافضیون کے * جیسے

جیسا دیکھتے ہیں ویسا ہی ہو جاتے ہیں اور تقریر کے بغیر بچار کو
دینے کی کچھ لیاقت بھی رکھتے ہیں کیونکہ اس گروہ میں سردار اور
اور مولانا اور مولوی اسے کہلاتے ہیں چنانچہ انھیں سرداروں کا کلام
جسنے آگے سنا ہی خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ سنت کے سب فرقے کے اور
مذہبوں کے اور عقاید کے صاف منکر تھے اور تفسیر قرآن شریف
اور شرح احادیث کو برا کہتے تھے اور رفع یدین اور آمین بجہر
کو صرف ایک ہی جاہلوں کو اول وہاں میں جا کر انھیں سکھلاتے
کو ٹھہرایا ہے اب جو چاروں طرف سے ان پر لعنت ہوتی اور
رسالے انکے مذہب کے باطل ہونے پر چھپ گئے اور علماء حرمین کے طبع میں
اور شاہجہان آباد وغیرہ کے فتوے لکھے گئے لاچار ہو کر جنہوں نے کچھ سمجھے
تقریر کو پھیری * اور دوسری قسم کے لوگ محض جاہل اور
دبنگ ہیں جو انہوں نے ایکبار اپنے سرداروں سے سنا پھر اسکو
نہیں چھوڑتے اور نہ پھر بچار کی طاقت رکھتے * جو بات انکے ذہن میں
گھس گئی گھس گئی * خصوص جب یہ ان سے کہدیا کہ ہم اللہ کے
کلام اور رسول کی حدیث سے کہتے ہیں اور دوسرے لوگ
آدمیوں کے کلام سے کہتے ہیں سو تم جو قرآن اور حدیث میں پاؤ
اسی پر عمل کرو اور ہمارا بھی یہی عمل ہے اور اعتقاد دوسرے

کسی کی نسنو * تو وے لوگ یہہ سنکر خوب پکے ہو گئے اور جہل مرکب نے انکے سینون مین جڑ پکڑ لی * اور یہہ بات اسواسطے کہتے ہین کہ عرف قرآن کے اور احادیث کے متون مین تو اختلاف کرکے بہت مذہب ہوئے سو اسمین بڑی گنجایش اور وسعت ہی * اگر تفسیر قرآن اور شرح احادیث کی مطابق تحقیقات علماے اہل سنت و جماعت کے کہ محقق اور دیندار اور کامل اور حقیقت مین بھی ایسے و قاطع البدعۃ وے ہی تھے اور انکو یہہ اتفاق نصیب دیتا تھا انھون نے خوب تحقیق کرکے لکھا ہی پڑھے کر دوسرون کو پڑھاویگے تو وہ مطلب ہمارا اکثر بابت مذہب سنت و جماعت ہی خصوصا اہن مالک مین کہ حنفی مذہب تمام پھیلے ہین حاصل ہوگا * سو بھائیو ان لوگون کے مکر اور فریب سے غافل نہ ہو کبھی یہ لوگ آپس ہی مین بعضے بعضون کو برا کہتے ہین اور ان کے عقاید سے تبرا کرتے ہین کبھی وقت مناسب مین پھر آپسمین مل جاتے ہین اور دو ملت جانی ہوتے ہین * چنانچہ اس مختصر نامہ کے کلام سے دانشمند لوگ خوب سمجھ لینگے * سو ایسون کے فریب اور تقیہ کی باتون پر نہ بھولیو * اور انھین کے حال کے موافق حضرت مخبر صادق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے ہی خبر دی ہی * وہ حدیث شریف

حدیث کی تر می معتبر کتاب مجمع الزوائد میں ہے مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ کے پاس ہی موجود ہی جسکو دیکھنا ہو دیکھ لے عن عبد اللہ بن عمر رض روی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قلنا ما آیاتہم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیہا لیغیروا بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموہم فاجتنبوہم وعادوہم طبرانی نے روایت کی عبد اللہ ابن عمر رض سے کہ کہا انھون نے قسم خدا کی بیشک سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ضرور پیدا ہوگا قیامت کے نزدیک دجال اور دجال سے آگے جھوٹے لوگ تیس بلکہ زیادہ پھر پوچھا اصحاب نے کیا علامتیں ہیں انکی فرمایا سکھلاوینگے تم کو ایک سنت جسپر تم عمل نہیں کرتے تھے یعنے ایک نئی بات کو سنت کہکر تم کو سنادینگے یا حقیقت میں وہ سنت ہو لیکن تم اسکو کرتے نہ تھے دوسری سنت کو عمل میں لاتے تھے تو وے نئی سنت کو سکھلادینگے تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تھے اسمیں تغیر اور تبدل آجاوے بلکہ تمہارے مذہب میں بھی خلل آجاوے سو جب تم ایسونکو دیکھو دور رہا کو انسے اور دشمنی رکھو انسے۔

الحمد لله کہ یہہ رسالہ تنویر القلوب تصنیف کیا ہوا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری کا کہ خلیفہ ہیں حضرت سید احمد قدس سرہ کے جو گمراہون اور لامذہبون کی جہالت کے دفع کرنے کو دلیل قوی ہی مطبع احمدی مین تصحیح سے فقیر خیرخواہ خلق اللہ سید عبد اللہ ولد سید بہادر علی عفا اللہ عنہما کی چھاپا گیا اللہ تعالی پڑھنے اور سننے والونکو سمجھہ نیک دیوے کہ اسکو پڑھہ اور سمجھہ کر اپنی جہالت اور نفسانیت سے باز آوین اور طریق اہل سنت و جماعت کا اختیار کرین کسی نادان کے کہنے سے جو اپنے تئین عالم اور مولوی کر کے مشہور کرتے ہین گمراہ نہ بنین اور اس کتاب کے ۳۹ صفحے کی دوسری سطر مین لفظ موقوف کا غلطی سے چھپا گیا ہی چاہئے کہ ہر کوئی اس لفظ کو جہان دیکھے قلمزد کر دے سب لوگون کی دریافت کے واسطے یہہ لکھہ دیا

❁